السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

زید سے دس روزے ماہ رمضان کے چھوٹ گئے اور اب دوسرا رمضان شریف بھی آپہنچا کل بارہ یا تیرہ روزا وباقی رہ گئے ہیں تو اب اس صورت میں زید کو کیا کرنا چاہیے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

اگر زید سے رمضان کے روزے عذر مرض یا سفر کی وجہ سے چھوٹ گئے ہیں تو ان کے عوض دس روزے دوسرے دنوں میں رکھ لے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَمَن كانَ مِنكُم مَريضًا أَو عَلىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِن أَيّامٍ أُخَرَ ‌... ١٨٤ سورة البقرة

یعنی جو شخص تم لوگوں میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو تو گنتی پوری کرے دوسرے دنوں سے۔ اگر کھانے یا پینے سے قصداً روزہ توڑا ہے تو اس نے بڑا گناہ کا کام کیا ہے اپنے اس گناہ پر نادم ہو۔ کر اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں توبہ کرے اپنی مغفرت چاہے اور قصداً کھا پی کر روزہ توڑنے والے پر بعض آئمہ کے نزدیک کفارہ دینا لازم ہے اور بعض کے نزدیک نہیں۔

جامع ترمذی (ص 95 مطبوعہ دہلی) میں ہے۔

وَأَمَّا مَنْ أَفْطَرَ مُتَعَمِّدًا مِنْ أَكْلٍ أَوْ شُرْبٍ فَإِنَّ أَهْلَ الْعِلْمِ قَدِ اخْتَلَفُوا فِي ذَلِكَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ عَلَيْهِ الْقَضَاءُ وَالْكَفَّارَةُ وَشَبَّهُوا الأَكْلَ وَالشُّرْبَ بِالْجِمَاعِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَإِسْحَقَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَلَيْهِ الْقَضَاءُ وَلاَ كَفَّارَةَ عَلَيْهِ لأَنَّهُ إِنَّمَا ذُكِرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَفَّارَةُ فِي الْجِمَاعِ وَلَمْ تُذْكَرْ عَنْهُ فِي الأَكْلِ وَالشُّرْبِ وَقَالُوا لاَ يُشْبِهُ الأَكْلُ وَالشُّرْبُ الْجِمَاعَ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ[1]

(جس شخص نے کچھ کھا پی کر عمداً روزہ توڑدیا تو اس کے بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے بعض نے کہا ہے کہ اس کو روزے کی قضا کے ساتھ ساتھ اس کا کفارہ بھی دینا ہوگا، چنانچہ انھوں نے کھانے پینے کو جماع کے ساتھ تشبیہ دی ہے یہ موقف سفیان ثوری عبداللہ بن مبارک اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا ہے بعض اہل علم نے کہا ہے کہ اس پر روزے کی قضا ہے کفارہ نہیں ہے کیوں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف جماع کی صورت میں کفارے کو روایت کیا گیا ہے کھانے پینے کے بارے میں نہیں چنانچہ ان کا کہنا ہے کہ کھانا پینا جماع کے مشابہ نہیں ہے یہ قول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ کا ہے)

مگر جو لوگ اس صورت میں کفارہ واجب کہتے ہیں ان کے پاس کوئی کافی ثبوت نہیں ہے اور جو دلائل وجوب کفارہ پر پیش کیے جاتے ہیں ان سے احتجاج صحیح نہیں۔ وجوب کفارہ پر دار قطنی کی یہ ایک روایت پیش کی جاتی ہے۔

"عن أبي هُرَيْرَةَ، أنّ رجلاً أفطر في رَمَضَان، فأمره رَسُول الله صلى الله عليه وسلم أن يكفر بعتق رقبة، أوصيام شهرين اوستين مسكينا"

(ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کچھ کھالیا (اور روزہ توڑدیا) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ وہ ایک گردن (غلام لونڈی) آزاد کرے یا دو مہینے کے روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے)

مگر یہ روایت ضعیف ہے اس کا ایک راوی ابو معشر قوی نہیں ہے چنانچہ خود دار قطنی اس حدیث کے بعد ہیں۔

"ابو معشر ہو نجیح لیس بالقوی" (ابو معشر نجیح قوی نہیں ہے)

مولانا عبد الحی صاحب مرحوم "التعلیق المجد" میں فرماتے ہیں۔

أحسن في الاستدلال ما أخرجه الدار قطني من طريق محمد بن كعب عن أبي هُرَيْرَةَ، أنّ رجلاً أفطر في رَمَضَان، فأمره رَسُول الله صلى الله عليه وسلم أن يكفر بعتق رقبة الحديث لكن اسناده ضعيف لضعف ابي معشر راويه عن ابن كعب [2] انتهى

(اس سلسلے میں استدلال کے لیے بہتر ہے وہ ہے جسے امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن کعب کے واسطے سے بیان کیا ہے وہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رمضان میں روزہ توڑ دیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے گردن (غلام لونڈی) آزاد کرنے کا حکم دیا۔ لیکن اس کی سند ضعیف ہے کیوں کہ محمد بن کعب سے روایت کرنے والا راوی ابو معشر ضعیف ہے)

وجوب کفارہ پر ایک یہ حدیث بھی پیش کی جاتی ہے ہدایہ (ص 123 مطبوعہ علوی) میں مذکور ہے۔

"من أفطر في رمضان متعمداً فعليه ما على المظاهر."

(جس نے رمضان کا کوئی روزہ توڑا تو اس پر ظہار کرنے والے آدمی جیسا کفارہ ہے)

مگر اس حدیث کا پتا اس لفظ کے ساتھ ہدایہ کے مخرجین کو نہیں لگا ہے چنانچہ زیلعی فرماتے ہیں۔

قلت غریب بہذا اللفظ[3]

اور حافظ ابن حجر فرماتے ہیں

"لم اجدہ ہکذا"[4]

(مجھے یہ حدیث اس طرح نہیں ملی)

پس جب تک اس حدیث کا پتا اس لفظ کے ساتھ ٹھیک نہیں معلوم ہوتا اس حدیث سے استدلال کیسے صحیح ہو گا؟ اس حدیث سے استدلال کرنے والے کو لازم ہے کہ اولاً یہ بتائے کہ یہ حدیث کس کتاب کی ہے اور صحیح ہے یا ضعیف؟ پھر بعد اس کے اس سے استدلال کا قصد کرے۔ وجوب کفارہ پر بخاری اور مسلم کی یہ ایک روایت بھی پیش کی جاتی ہے۔

عن أبي هُرَيْرَةَ، أنّ رجلاً أفطر في رَمَضَان، فأمره رَسُولَ الله صلى الله عليه وسلم أن يكفر بعتق رقبة، أو صيام شهرين متتابعين او يطعم ستين مسكينا"

(ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کو جس نے رمضان کا روزہ توڑا تھا۔ گردن (غلام لونڈی) آزاد کرنے کا یا پے در پے دو مہینوں کے روزے رکھنے کا یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کا حکم دیا)

مگر اس روایت سے بھی احتجاج صحیح نہیں ہے۔ اس حدیث سے وجوب کفارہ پر احتجاج صحیح نہ ہونے کی وجہ زیلعی حنفی فرماتے ہیں۔

ومن أصحابنا من احتج بحديث أبي هريرة المتقدم، وليس فيه حجة، لأنهم يحملونه على الجماع، قالوا: وقد جاء مبينا في رواية جماعة عن الزهري نحو العشرين رجلا، ذكرهم البيهقي، فقالوا فيه: ان رجلا وقع على امرأته في رمضان، قال البيهقي: ورواية هؤلاء الجماعة عن الزهري مقيدة بالوطء أولى بالقبول لزيادة حفظهم، وأدائهم الحديث على وجهه،[5]

(ہمارے اصحاب میں سے وہ بھی ہے جس نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی مذکورہ بالا حدیث سے حجت پکڑی ہے جب کہ اس میں کوئی حجت نہیں ہے کیوں کہ انھوں نے اس (مذکورہ بالا حدیث) کو جماع پر محمول کیا ہے چنانچہ انھوں نے کہا کہ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے تقریباً بیس آدمیوں کی جماعت سے یہ روایت وضاحت کے ساتھ وارد ہوئی ہے جن کا امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا ہے۔ ان تمام نے اس حدیث میں یہ وضاحت کی ہے کہ ایک آدمی نے رمضان میں اپنی بیوی سے جماع کر لیا۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے اس جماعت کی روایت کو وطی کے ساتھ مقید کرنا زیادہ لائق قبول ہے کیوں کہ وہ

(اصحاب زہری رحمۃ اللہ علیہ) زیادہ حافظ اور اس کو صحیح طرح بیان کرنے والے ہیں)

وقال الحافظ حجر رحمۃ اللہ علیہ فی تخریج الہدایۃ ((وقد ورد فی بعض طرقہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر رجلا افطر فی رمضان ان یعتق رقبۃ الحدیث واخرجہ الدار قطنی عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ امر الذي افطر یوما من رمضان بکفارۃ الظہار والحدیث واحد والقصۃ واحدۃ والمراد انہ افطر بالجماع لا بغیرہ توفیقا بین الاخبار[6]

(حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ہدایہ کی تخریج میں اس سلسلے کی مختلف خبروں میں تطبیق دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ مذکورہ بالا حدیث کے بعض طرق میں یہ مروی ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے شخص کو گردن آزاد کرنے کا حکم دیا جس نے رمضان کا روزہ توڑا تھا۔ الحدیث اس حدیث کو امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا ہے جس میں اس شخص کو ظہار کا کفارہ دینے کا حکم ہے جس نے رمضان کا روزہ توڑا تھا یہ حدیث اور وہ واقعہ ایک ہی ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ اس شخص نے جماع کے ذریعے روزہ توڑا تھا نہ کہ کسی اور طریق سے)

انھیں مذکورہ روایتوں سے قصداً کھا پی کر روزہ توڑنے والے پر کفارہ واجب کہا جاتا ہے اور ظاہر ہوا کہ ان روایتوں سے مطلوب نہیں ثابت ہوتا۔ ہاں قصداً جماع سے روزہ توڑنے والے پر کفارہ بلاشبہ واجب ہے۔ کیونکہ اس بارے میں صحاح ستہ و دیگر کتب احادیث میں نص صریح موجود ہے قصداً جماع سے روزہ توڑنے پر قیاس کرنا ہرگز صحیح نہیں کیونکہ دونوں صورتوں میں بڑا فرق ہے۔ پہلی صورت سے دوسری صورت کہیں افحش ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مصفی شرح موطا" میں فرماتے ہیں۔

"وغیر جماع را بر جماع حمل نتواں کرد زیرا کہ جماع افحش است و لہٰذا در اعتکاف اکل و شرب جائز داشتند نہ جماع را"[7] انتہی۔

(غیر جماع کو جماع پر محمول نہیں کیا جا سکتا کیوں کہ جماع افحش ہے لہٰذا دوران اعتکاف کھانے پینے کو جائز کیا گیا ہے نہ کہ جماع کو)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ "فتح الباری" میں فرماتے ہیں۔

والفرق بین الانتہاک بالجماع والاکل ظاہر فلا یصح القیاس المذکور[8]

(جماع کے ساتھ روزہ توڑنے اور قصداً کھانے پینے سے روزہ توڑنے میں فرق ظاہر ہے لہٰذا مذکورہ قیاس درست نہیں ہے)

باقی رہا قضا رکھنا پس قصداً جماع سے روزہ توڑنے والے کو قضا رکھنا بعض روایتوں سے ثابت ہے۔ "تلخیص الحبیر" (ص 196) میں ہے۔

"وروي بعض الروايات انہ قال للرجل ((واقض يوما مكانہ)) ابوداود من حديث ہشام بن سعد عن الزہري عن ابي سلمة عن ابي ہريرة واعلہ ابن حزم بہشام بن سعد وقد تابعہ ابراہيم بن سعد كما رواه ابو عوانہ في صحيحہ .... وقال سعيد بن منصور : حدثنا عبدالعزيز بن محمد عن ابن عجلان عن المطلب بن ابي وداعة عن سعيد بن المسيب جاء رجل الى النبي صلی اللہ علیہ وسلم فقال : يارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی اصبت امراتي في رمضان ؟ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ((تب الى اللہ واستغفره 'وتصدق 'واقض يوما مكانہ "[9]

(بعض روایات میں مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کو کہا کہ اس دن کے عوض ایک دن کا روزہ رکھ کر قضا دو۔ ابو داؤد نے ہشام بن سعد کے واسطے سے بیان کیا ہے وہ زہری سے بیان کرتے ہیں وہ ابو سلمہ سے اور وہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے ہشام کی وجہ سے اسے معلول قرار دیا ہے جب کہ ابراہیم بن سعد نے ان کی متابعت کی ہے جس طرح ابو عوانہ نے اپنی صحیح میں اسے روایت کیا ہے۔

سعید بن منصور نے کہا کہ ہمیں عبدالعزیز بن محمد نے بیان کیا ہے انھوں نے ابن عجلان سے روایت کیا ہے انھوں نے مطلب بن ابی وداعہ سے اور انھوں نے سعید بن المسیب سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم !میں نے رمضان میں (روزے کے دوران میں) اپنی بیوی سے جماع کر لیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی طرف توبہ کر اس سے بخشش طلب کر۔ صدقہ دے اور اس دن کے عوض ایک دن کا روزہ رکھ)

قصداً کھانے یا پینے سے روزہ توڑنے والے کے قضا رکھنے کی نسبت اختلاف ہے بعض کے نزدیک قضا رکھنا ہے اور بعض کے نزدیک نہیں۔

---

[1]۔سنن الترمذی(3/102)

[2]۔التعلیق المجد(2/161)

[3]۔نصب الرایۃ(1/279)

[4]۔الدرایۃ فی تخریج احادیث الھدایۃ(1/279) نیز اسے علامہ ابن ہمام حنفی نے بھی ضعیف کہا ہے۔فتح القدیر(2/33) مرقاۃ المفاتیح(433)

[5]۔نصب الرایۃ(2/328)

[6]۔الدرایۃ لابن حجر(1/279)

[7]۔المصفی مع المسوی(1/237)

[8]۔فتح الباری(4/161)

[9]۔التلخیص الجبیر(2/207)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب الصوم، صفحہ:374

محدث فتویٰ